سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اولاد کی تربیت' اخلاق وترویج اور محبت میں اعتدال

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم. والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما (سورۃ فرقان آیت)

ترجمہ: اور یہ وہ لوگ ہیں جو دعا کرتے رہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا سردار بنادے۔

وعن ابی سعید وابن عباس رضی اللہ عنھم قالا قال رسول اللہ ﷺ من ولدلہ' ولد فلیحسن اسمہ' وادبہ' فاذا بلغ فلیزوجہ فان بلغ ولم یزوجہ فاصاب الماً فانما المہ علی ابیہ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابوسعید اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا بچہ پیدا ہوا اور اس کی اچھی تربیت کرے پھر جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کردے اگر بالغ ہونے کے بعد بھی (لاپرواہی اور غفلت سے) اس کا نکاح نہیں کیا اور اس سے گناہ کا ارتکاب ہوا تو اس کا گناہ اس کے باپ کے ذمہ ہوگا۔

اسلامی معاشرہ کی تشکیل: قرآن کریم جس میں ہمارے انفرادی واجتماعی کامیابی ونجات دارین کے ایسے پند ونصائح بھرپور انداز میں موجود ہیں جن پر اگر غور وعمل کیا جائے تو مسلمانوں کی عزت گزشتہ' فضل وکمال' وحدت واجتماع' آپس میں الفت ومحبت کو دوبارہ حاصل کرنا ممکن ہوسکتا ہے۔ اس کیلئے نفسانی خواہشات کے حصار سے نکل کر اسلام اور اللہ کے خاص بندوں والے صفات پر عمل پیرا ہونا پڑے گا۔ مسلم معاشرہ کے اپنے آپ کو فرد کہلوانے والے کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اسلام کے تربیت واصلاح اخلاق کے نظام کو سب سے پہلے اپنے آپ پر لاگو کر کے اپنی اولاد' اہل خانہ کیلئے ایک بہترین نمونہ بن جائے تو ایسا معاشرہ ایک بار پھر وجود میں آسکتا ہے جو قرآن کریم واحادیث نبوی ﷺ کے تعلیمات کے مطابق حقیقی معنوں میں مومنین ومسلمین کا معاشرہ ہوگا۔ مگر افسوس کہ ہم نے اسلام جیسے کامل ومکمل فطرت کے عین مطابق' زندگی کے ہر شعبہ پر احاطہ اور مشکلات کا حل پیش کرنے والے دین سے راہنمائی

حاصل کرنا چھوڑ کر دنیا اور آخرت کی تمام بربادیاں ایک طرف' اپنے مختصر کنبہ کی حالت یہ کہ باپ اولاد سے نالاں اولاد والدین سے متنفر ایک عجیب بے دینی' بے چینی' نفرت اور افراتفری کا سماں برپا ہے۔

قرآن اور اسوۂ حسنہ: ام المومنین حضرت عائشہؓ سے حضور ﷺ کے اخلاق حسنہ کے بارہ میں پوچھا گیا جواب میں فرمایا "کان خلقه القرآن" یعنی جو قرآن مجید میں الفاظ کی شکل میں ہے وہ مکمل طور پر آنحضرت ﷺ کی سیرت میں موجود تھا' قرآن میں جہاں قرابت داروں غریبوں' بیواؤں' مسکینوں وغیرہ کی امداد کا حکم دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے خود عمل کیا۔ بھوک کی اذیت کو خود برداشت کر کے دوسروں کو کھلایا۔ قاتلوں' دشمنوں کو معافی کی ترغیب دے کر سب سے پہلے اپنے' اپنے چچا کے دشمنوں اور قاتلوں کی معافی کا اعلان فرمایا۔ رب کائنات نے سورۃ فرقان میں اپنے مقبول اور نیک بندوں کی جو نشانیاں بیان فرمائی ہیں' ان میں سے ایک نشانی آیت نمبر ۷۴ آپ کی خدمت میں سنا چکا ہوں' ان تمام مخصوص صفات وعلامات کے سب سے پہلے آنحضرت ﷺ حامل بن کر قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے اعلیٰ نمونہ بنے' نتیجہ یہ نکلا کہ نہ صرف اپنے گھرانے' عزیزوں' قرابتداروں' گردونواح بلکہ ایک بہت بڑے خطہ ارضی پر اسلام کا بول بالا ہو کر کفر وشرک اور ظلم وناانصافی کے ستائے ہوئے لوگوں نے چین اور سکھ کا سانس لیا۔

اولاد امانت ہے: اولاد کے حقوق اور تربیت کا ذکر کافی دنوں سے کر رہا ہوں اسی سلسلہ میں خطبہ کے ابتداء میں برگزیدہ بندوں کے خصوصیات میں ایک خاصیت مالک الملک نے یہ بیان فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے مقبول بندے وہ ہیں جو اپنی اولاد اور اہل خانہ کیلئے رب کے حضور یہ دعوات کرتے ہیں کہ یا اللہ میری اولاد اور ازواج کو میرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک' سکون بنادے' مسلمان والدین کیلئے اس سے بڑھ کر ٹھنڈک اور کیا ہوگی کہ ان کی اولاد ماموراتِ پر عمل کرنے والے اور گناہوں سے محفوظ رہیں۔ یہ دعا تب نتیجہ خیز ہوگی کہ یہی اللہ کے مقبول بندے اپنے نفس کی اصلاح کیساتھ ساتھ اپنی اولاد کی بھی اصلاح اخلاق' اعمال کی درستگی کی طرف بھی مسلسل متوجہ رہیں۔ اولاد والدین کے پاس اللہ کی امانت ہوتی ہے' بچپن ہی سے جبکہ اس کا دل وسینہ گناہوں اور دنیا کے ھموم وغموم اور ناجائز خواہشات سے خالی ہوتا ہے' نیکیوں کا عادی بنا کر اسکے صاف وشفاف دل کو اعمال خیر کا عادی اور برے اعمال وعادتوں کا خوگر بنایا جائے' کان میں اذان واقامت کہنے' بہترین اسلامی نام رکھنے' سب سے پہلے کلمہ شہادۃ سکھانے' سات اور دس سال کی عمر کے دوران

نماز کے بعد تربیت اخلاق: اسلام کے اہم عبادات نماز کا حکم دینے کیساتھ اخلاقی تربیت کی طرف بچے کی توجہ دلانا' والدین کی اہم ذمہ داری ہے۔ جس کی ابتداء گھر ہی سے کرنا ضروری ہے۔ گھریلو ماحول اسلامی احکامات وماموراتِ کے مطابق ہو' اگر تربیت کی ذمہ داری جن حضرات کے کندھوں پر پڑتی ہے وہ خود بے دین' حق وصداقت سے عاری' معمولات زندگی کی عمارت جھوٹ پر قائم ہو۔ گھر میں خواہشات نفس کی تابعداری اور منکرات اور اعمال بد کا

دور دورہ ہوتو خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر کے مصداق آپ حضرات خود اندازہ کریں کہ بچہ جس کی فطرت میں نقالی ہے۔کس رنگ میں رنگا جائے گا۔

<u>جھوٹ بدترین برائی ہے:</u> گھر کے معاملات چلانے میں اگر سرپرست سچ وجھوٹ میں امتیاز کئے بغیر ہر معاملہ میں جھوٹ کا سہارا لیں جبکہ جھوٹ بولنا ایسا گناہ ہے جو انسان کو جہنم پہنچا دیتا ہے۔جبکہ محسن انسانیت ﷺ کا ارشاد ہے:

عن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الصدق یھدی الی البر وان البر یھدی الی الجنة. وان الرجل لیصدق حتی یکتب عنداللہ صدیقا وان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار وان الرجل لیکذب حتی یکتب عنداللہ کذابا (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا بلاشبہ سچ بولنا نیکی کے راستہ پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہونچا دیتی ہے۔آدمی سچ بولتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔اور بلاشبہ جھوٹ برائی کے راستہ پر ڈال دیتا ہے اور برائی اس کو دوزخ تک پہونچا دیتی ہے۔

آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے‘ یہاں تک کہ اللہ کے ہاں بھی اس کو کذاب جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

<u>مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا:</u> جھوٹ نہ صرف شرعی ودینی لحاظ سے بدترین برائی ہے بلکہ عرف واخلاق ومعاشرہ اور سوسائٹی میں اس عمل کو بدترین نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے حتی کہ سرکار دوعالم ﷺ نے مسلمان اور جھوٹ کو دو متضاد امور قرار دیئے ہیں۔ **عن صفوان بن سلیم رحمه الله انه قال . قیل: لرسول الله ﷺ ایکون المؤمن جبانا؟ فقال نعم فقیل له‘ ایکون المؤمن بخیلا فقال نعم. فقیل له‘ ان یکون المؤمن کذابا؟ قال لا.**

ترجمہ: حضرت صفوان ابن سلیم فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ مومن بزدل ہوسکتا ہے۔آپ نے فرمایا ہوسکتا ہے پھر پوچھا گیا کہ کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ہوسکتا ہے۔پھر پوچھا گیا کہ کیا مسلمان جھوٹا ہوسکتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

ایک اور مقام پر ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ مؤمن پیدائشی طور پر کئی عادات وخصلتوں کا حامل ہوسکتا ہے مگر اس میں خیانت اور جھوٹ جیسی بری عادات نہیں آسکتیں۔

<u>جھوٹ سے فرشتوں کو نفرت ہے:</u> یہ بات یاد رکھیں کہ اگر مالک الملک نے جہاں ہر مسلمان کے خیر وشر کو لکھنے کیلئے اس ڈیوٹی پر اس کے ساتھ فرشتے مقرر فرمائے تو وہاں اسکی حفاظت کیلئے بطور رحمت ونعمت بھی ان نفوس قدسیہ کو مامور فرمایا۔تو جس شخص ومقام میں جھوٹ آجائے وہاں سے وہی رحمت کے فرشتے کوسوں دور چلے جاتے ہیں۔

فرمان مصطفی ﷺ ہے: **عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال قال رسول اللہ ﷺ اذا کذب العبد تباعد عنه الملک میلاً من نتن ماجاء به (رواہ الترمذی)**

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کی وجہ سے (حفاظت کرنے والے) فرشتے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔

جب والدین سچ بولیں: غور کا مقام ہے اس بدترین گناہ کا اثر کس قدر خوفناک صورت میں سامنے آتا ہے کہ یہ فرد تو کیا اس جھوٹ کی بدبو سے اس گھر میں موجود افراد حفاظت کرنے والے فرشتے کی موجودگی سے بھی محروم ہو جاتے ہیں‘ یہی وجہ ہے کہ باری تعالیٰ نے جھوٹوں کیساتھ اٹھنے بیٹھنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا۔ **یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ و کونو مع الصادقین** ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو‘ اپنے اور گھر کے تمام افراد بلکہ پوری عمر کے فلاح ونجات کیلئے انتہائی بیش قیمت نسخہ کا۔“

ارشاد احکم الحاکمین نے فرمایا: کیونکہ اسی سچ بولنے کے نتیجہ میں مسلم معاشرہ کی نجات اور اس کی جگہ جھوٹ بولنے میں ہلاکت و بربادی ہے۔ والدین اگر اپنے کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں جس میں سچ بولنے کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور اپنی اولاد کے سامنے دیندار افراد بن کر اپنے آپ کو بہترین ماڈل کے طور پر پیش کریں تو اولاد کا سب سے پہلے معاشرہ کے جن افراد سے واسطہ پڑ کر ان سے متاثر ہوتا ہے‘ وہ والدین ہی ہیں ان کے راستے پر بچپن سے چلنے کی کوشش کریگا‘ اگر والدین نے جھوٹ کا راستہ اپنایا ہے تو اولاد بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی آئندہ زندگی کا ڈھانچہ جھوٹ ہی پر بنانے اور اپنانے کی کوشش کرے گی۔ بچے کو جب گھر کا ماحول ہی ایسا ملے گا وہ تو عقل وشعور کی ناپختگی اور عدم تربیت کی وجہ سے یہی سوچے گا کہ کامیاب راستہ وہی ہے جو میری تربیت کرنے والوں نے اختیار کیا ہے۔

مرشد اعظم ﷺ کی تو واضح ہدایت ہے کہ جب بچہ سے بھی وعدہ کرو اس کا بھی ایفاء کرنا ہے۔

تربیت کنندگان کو اپنے بچوں اور اولاد کے سامنے مذاق یا کسی کام کی طرف رغبت اور توجہ دلانے کے لئے بھی جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے۔ **عن عبداللہ بن عامر قال قال دعتنی امی یوما و رسول اللہ ﷺ قاعد فی بیتنا فقالت ھا تعال أعطیک فقال لھا رسول اللہ ﷺ ما اردت ان تعطیہ قال اردت ان اعطیہ تمرا فقال لھا رسول اللہ ﷺ اما انک لولم تعطیہ شیئاً کتبت علیک کذبۃ** (رواہ ابی داؤد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عامر کہتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ لو آ ؤ میں تم کو (ایک چیز) دوں گی۔ اس وقت حضور ﷺ ہمارے گھر میں موجود تھے۔ حضور ﷺ نے میری والدہ سے پوچھا تم نے اس کو کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس کو ایک کھجور دینا چاہتی تھی‘ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یاد رکھو اگر تم اس کو کچھ نہ دیتی تو تمہارے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

جھوٹ کی لاشعوری تربیت کی مضرتیں: جیسے کہ معاشرہ میں ایک معمول بن کر اسے گناہ سمجھنا تو کیا اولاد کی تربیت کے اصول سے متصادم سمجھنے والے کو آج کے عقل مند بے وقوف سمجھے گا کہ بھائی میں نے صرف مذاق کے طور پر

اسے اپنے پاس آنے کیلئے کسی چیز دینے کی ترغیب دی اسے بھی گناہ سمجھنے والے کو تنگ نظر مولوی اور کیا کیا القاب سے نوازا جاتا ہے اور عقل سے عاری یہ روشن دماغ لوگ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ میرا یہ معمولی سمجھنے والا جھوٹ اس بچے کے ذہن ودماغ کو جھوٹ کا عادی بنا سکتا ہے۔ ہمارے ہاں آج کوئی اہتمام مسلمانوں میں نہیں کہ ہم پر اولاد کے حقوق کے سلسلہ میں جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس میں انتہائی ضروری یہ بھی فریضہ ہے کہ ان کو سچائی کی ترغیب اپنے قول وفعل سے ان کو جھوٹ کی عادت سے بچایا جائے۔ بدقسمتی سے بچپن ہی سے دانستہ یا غیر دانستہ جھوٹ کی راہ پر چلانے کی کوشش جاری رہتی ہے۔ دستک یا گھنٹی بجنے پر جب بچہ دروازے پر پہونچ کر آنے والا اس والد یا سرپرست کی موجودگی کا پوچھتا ہے' بچہ جب آ کر اپنے مربی کو اطلاع دیتا ہے کہ فلاں شخص آپ سے ملنے آیا ہے' جب یہ صاحب اس سے ملنا نہیں چاہتا' بلاخوف وتامل بچے کو کہہ دیتا ہے کہ واپس جا کر اس شخص کو کہہ دو کہ میرا باپ گھر پر موجود نہیں۔ وہ بھی جا کر یہی جملہ تو کہہ دیتا ہے مگر تربیت کی ذمہ داری جس کو سونپی گئی ہے اس کو رتی بھر یہ احساس نہیں کہ میری اس حرکت کا اس کچے ذہن والی اولاد پر کیا اثر مرتب ہوگا۔ یہیں سے شعوری یا غیر شعوری طور پر جھوٹ کی پٹری پر چڑھایا گیا۔ بچہ تو نا سمجھ ہوتا ہے کئی دفعہ دروازے پر موجود شخص کے پاس جا کر اسے کہہ دیتا ہے کہ میرے فلاں مربی نے کہا کہ ملنے والے کو کہہ دو کہ وہ گھر میں موجود نہیں۔ دوسرے کو دھوکہ دینے اور ٹالنے کی بجائے خود بھی ذلت اور رسوائی سے دوچار ہو جاتا ہے' سلف صالحین نے اپنے بچوں کو سچ کا عادی بنانے کیلئے کیا کیا جتن اور اصول اپنائے۔ آج ہم اکابر کے ان زریں واقعات کو چھوڑ کر یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ سچ بولنا اور جھوٹ سے بچنے جیسے اعلیٰ ومقدس روایات ہمارے دین اور دینی تربیت ہی کے بلند وبالا اصول ہیں نہ کہ موجودہ دور کے عیسائیوں' یہودیوں یا غیر مسلموں کے' ہمارا کام صرف یہ کہنا رہ گیا ہے' کہ غیر مسلم بالکل جھوٹ نہیں بولتے اور مسلمان جھوٹ بولتے ہیں جبکہ یہ خوبیاں ہماری بے حسی کی وجہ سے غیر مسلموں نے ہم سے چھینی ہیں اور اپنے اعمال بد کو ہمارے سامنے آراستہ وخوبصورت بنا کر ہمیں ان کا عادی ودلدادہ بنا دیا ہے' ہماری اس بے راہ روی پر ہمیں خود اپنے آپ پر ماتم کرنا چاہیے بجائے اس کے کہ پہلے دوسرے کو مورد الزام ٹھہرائیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بچپن کا دلچسپ واقعہ: شریعت کی تعلیمات پر یقین کرنے والے بزرگوں نے اپنے اولاد کی تربیت اس انداز سے کی کہ طفولیت ہی کے دور سے اولاد کے عمل کرنے کی وجہ سے بڑے بڑے مفسدوں' فاسق وفاجر لوگوں کی زندگی میں ان کو دیکھ کر عجیب وغریب دینی انقلاب رونما ہوتے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بچپن میں حصول علم کیلئے مکہ مکرمہ سے بغداد کے ارادہ سے روانہ ہوئے رخصتی کے وقت ماں نے اخراجات کیلئے چالیس دینار دینے کیساتھ ہمیشہ سچ بولنے کا وعدہ لیا راستہ میں ڈاکوؤں نے روکا ایک ڈاکو کے پوچھنے پر میں نے سچ کہتے ہوئے کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں میرے اس بیان کو مذاق سمجھ کر مجھے چھوڑ دیا۔ اس کے دوسرے ساتھی نے بھی مجھ سے وہی

سوال کیا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے وہی پہلا والا جواب دیا وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گئے۔اس سوال پر بھی میں نے اپنا پہلا والا سچ یہاں بھی دوہرایا۔اس نے مجھ سے میرے بار بار سچ پر اصرار کرنے کی وجہ پوچھی میں نے اسے اپنی ماں سے سچ بولنے کے وعدے کا ذکر کیا کہ کہیں ماں سے کیا ہوا وعدہ توڑنے کا مرتکب نہ ہو جاؤں۔میرے اس وعدہ خلافی نہ کرنے کا سن کر وہ گھبراہٹ کی حالت میں چیخنے لگا کہ تم تو اپنی والدہ سے کیے ہوئے وعدہ کا اتنا خیال کر رہے ہو اور میں اللہ سے کیے ہوئے عہد کو توڑ کر اوروں کے مال میں خیانت سے نہیں ڈرتا۔شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ہاتھ اللہ سے توبہ تائب ہو کر اپنے ماتحتوں کو لوگوں کا لوٹا ہوا تمام مال واپس کرنے کا حکم دیا۔سچ بولنے کی برکت دیکھئے کہ نہ صرف ان کا سردار ڈاکہ زنی سے توبہ کر گیا بلکہ اس کے حکم پر ڈاکہ ڈالنے والے اس کے تمام مقلدین بھی اس کی تقلید میں راہ حق کے متلاشی ہو کر عمر بھر کے لئے حق و سچ پر عمل کرنے والے بن گئے۔صحیح تربیت دینے والے کے اسلوب تربیت کا نتیجہ دیکھیں کہ وہ بچہ نہ صرف خود صحیح تربیت سے مالا مال ہوا بلکہ کئی دین و دنیا کے اعتبار سے بگڑے ہوئے جوانوں کیلئے ایک عمدہ اور بہترین نمونہ بن گئے۔خلاصہ یہ کہ بچوں کو اسلامی ماحول و معاشرہ میں پرورش کرانا نہ صرف اولاد کیلئے سودمند ہے بلکہ غلط تربیت اور گھر کے خراب ماحول کے اثر سے والدین بلکہ تمام خاندان کے لئے وبال جان اور مصائب ومشکلات پیدا کرنے کا باعث ہوگا۔

اولاد سے محبت میں اعتدال: اولاد سے محبت کرنے کے بارے میں تفصیلی بیان کر چکا ہوں ٗ محبت بھی ایسی ہو جو اسلام کے بتائے ہوئے اصول کے دائرہ کے اندر ہو نہ زیادہ سختی ہو اور نہ محبت کی آڑ میں بچوں کو ایسا آزاد اور بے لگام چھوڑا جائے کہ ان کا گزراوقات ایسے بچوں سے ہو جائے جو غلط ہاتھوں میں جا کر بد اخلاقی جھوٹ ٗ چوری فضول خرچی ٗ لہو ولعب اور عیش پرستی کی راہیں اختیار کر چکے ہوں اگر بچپن ہی سے روپے پیسے دینے کی فراوانی کر دی جائے ٗ اگر کسی دن والدین کے ہاتھ تنگ ہوں ٗ انکا مطالبہ جس کے عادی بن چکے ہوں ٗ پورا نہ ہو سکے تو ناسمجھی کی وجہ سے گھر سے چوری سے بھی اجتناب نہیں کرتے۔معمولی معمولی چوریاں شروع کر کے خطرہ ہے کہ خدانخواستہ جوانی کی دہلیز پر اس حالت میں اغل ہو جائے کہ اس سے بڑا ڈاکو بن جائے۔اگر والدین میں سے کسی ایک مثلاً باپ کو رشوت لیتے ہوئے ہوئے ٗ چوری کرتے ہوئے دیکھ لے تو اولاد بھی ان کے ناجائز اور مجرمانہ اعمال کی طرف راغب ہو کر اپنے لئے جواز کی سند بنا لیتے ہیں۔اگر ان کی تربیت ان کو صراط مستقیم پر لا کر پالنا ہے تو والدین کیلئے ضروری ہے کہ اولاد کو جھوٹ بولنے ٗ بات بات پر جھوٹے قسم اٹھانے سے بچاتے رہیں۔یہ تب ہوگا جب مربی سب سے پہلے اپنے عمل و گفتار سے یہ ثابت کرے کہ اس کا دل خدا کے خوف سے معمور ہے۔اسے دیکھ کر اولاد کے دل میں بھی خوف خدا بچپن ہی سے راسخ ہو کر بری عادات خصوصاً چوری ٗ چغلی اور اس پرفتن دور کے نئے نئے خرافات اور گندگی سے بھرپور مجالس و محافل سے آئندہ محفوظ رہے گا۔

والدین کی نافرمانی کی اولاد بھی نافرمان ہوگی: اگر ماں باپ میں خود اتحاد ٗ اتفاق اور محبت کا فقدان ہو ٗ

ہر وقت مشت و گریباں اور ایک دوسرے کو گالم گلوچ سے گھر میدان کارزار بنا ہو' بدظنی اور بدگمانی کا دور دورہ ہو' نماز کی پابندی نہ ہو' فلمی اداکاروں' اداکاراؤں بے حیائی سے بھرپور فحش فلموں' ڈراموں' گانے سننے اور رقص و سرود کی محافل دیکھنے کا صبح و شام اہتمام ہو اور یہ نیم سمجھدار بچے بھی ان بڑوں کے گناہوں سے محظوظ ہو کر انکی ایک ایک حرکت کو نوٹ اور تمام اداؤں کو دیکھ رہے ہوں تو ایسے والدین کو یقین کر لینا چاہیے کہ انکی اولاد جن کو یہ نادان سمجھ رہے ہیں ''قرۃ عین'' یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں بلکہ انہی جیسی بنی گی۔

<u>اولاد والدین کا پرتو:</u> کئی بدقسمت ایسے والدین بھی ہیں جو اپنی اولاد کے سامنے اپنے بڑوں کو ٹوکتے ہیں انکی بڑائی' عزت و عظمت کا قطعاً خیال نہیں رکھتے' ایسے والدین کے بارہ میں بزرگوں کا ارشاد ہے کہ جو اپنے والدین (بڑوں) کا نافرمان ہو وہ کبھی بھی اپنی اولاد سے خوشی کا موقع نہ دیکھ سکے گا۔ ایک مشہور بزرگ ثابت بنانی'' فرماتے ہیں کہ ایک شخص کسی جگہ اپنے باپ کو مار رہا تھا' اسے کسی نے منع کرنے کی کوشش کی باپ کہنے لگا اسے کچھ نہ کہو میں بھی اپنے باپ کو یہیں پر پیٹا کرتا تھا اور مجھے بھی ایسا ہی بیٹا ملا ہے جو مجھے اسی جگہ مار رہا ہے۔ اسے ملامت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

<u>کانٹے بونے والوں کو کانٹوں کی فصل ملے گی:</u> مربی کو چاہیے کہ جیسے کبھی کبھی حد تمیز تک پہونچنے والے بچوں کو مسجد لے جانے کی تلقین کی گئی ہے' اس کے ساتھ اکابرین دین بزرگوں اور صلحا کی مجالس و محافل سے ان کو روشناس کر دیا جائے تاکہ امت کے نیک شخصیات کو دیکھ کر ان کے عقل و دماغ میں ان کے ساتھ تعلق و محبت کا رشتہ قائم ہونا شروع ہو جائے۔ یہ ذوق و شوق' سیکھنے اور عمل کرنے کے ابتدائی مراحل ہوتے ہیں۔ بعض' ناسمجھ سرپرست جدید دور کے روشن خیالی سے متاثر ہو کر ایسے مواقع اور مناظر اپنے اولاد کو دکھانے کیلئے بے تاب ہوتے ہیں۔ جہاں اجنبی مرد و عورتوں کا اختلاط' بے حیائی' فحش گوئی' نام و نہاد مادر پدر آزادی اور بے لگامی کا طوفان بدتمیزی جاری رہتا ہے' تو جب اولاد کو مغرب اور فسق و فجور کے اس اندھے تہذیب و تمدن سے والدین خود آشنا کرنے کی کوشش کریں تو کانٹے بونے والے کو آخر میں فصل کاٹتے وقت کانٹے ہی ملیں گے۔ فطری بات ہے کہ بچہ بھی بدترین اخلاق و اعادت سیکھ کر اسلامی معاشرہ کے کندھوں پر ایک ناقابل برداشت بوجھ بن کر زندگی کے اگلے مراحل میں داخل ہوگا۔

انہی گناہوں کی دلدل سے بچنے اور ناجائز افعال میں مبتلا ہونے کے خوف سے محسن انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بچہ اور بچی شادی و نکاح کی عمر کو پہونچ جائیں تو ان کے لئے نکاح کا بندوبست کیا جائے۔ اگر باوجود استطاعت کے والدین نے اپنی یہ ذمہ داری نہ نبھائی اور اولاد سے زنا وغیرہ جیسے قبیح جرم کا ارتکاب ہوا تو اس گناہ میں اولاد کے ساتھ ساتھ والدین بھی شریک ہوں گے۔

<u>بچوں سے ایفاء عہد:</u> رب ذوالمنن ہم اور آپ سب کو اپنے زیردست افراد کے صحیح و شریعت کے مطابق تربیت دینے کی ہمت و طاقت نصیب فرما کر دین متین پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ امین